بخشش اللہ کی رحمت سے ہوگی تو نیک اعمال کیوں کئے جاتے ہیں؟

مجیب: مولانا جمیل احمد غوری عطاری مدنی

فتوی نمبر: Web-1112

تاریخ اجراء: 07 ربیع الثانی 1445ھ / 23 اکتوبر 2023ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کسی نے پوچھا ہے کہ اگر سب اللہ کی رحمت اور فضل سے بخشے جائیں گے، اعمال کی وجہ سے کوئی جنت میں نہیں جائے گا، تو پھر ہمیں نیک اعمال کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ہم نیک اعمال کیوں کرتے ہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

بخشش اللہ کی رحمت ہی سے ہوگی، جنت کا داخلہ بھی محض اس کی رحمت کے صدقہ ہوگا، کوئی بھی صرف اپنے اعمال کے بھروسے پر بخشش کا حقدار نہیں ہوگا مگر نیک اعمال کے ذریعے اللہ کی رحمت کا اپنے آپ کو حقدار بنانے کی کوشش ہمیں کرنی ہے نہ کہ اس کی نافرمانیوں کے ذریعے اس کے غضب کا حقدار بننا ہے کہ جنت کا داخلہ جو اللہ پاک کی رحمت سے ہے اس رحمت کا حقدار ہونا خود نیک اعمال کی بدولت ہوگا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”نیک اعمال کی اہمیت اور فضیلت کے متعلق (قرآن وحدیث میں موجود) دلائل کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔ اگر بندہ اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے جنت تک پہنچ گیا تو یہ اس کے اِطاعت وعبادت بجالانے کے بعد ہوگا... کیونکہ اللہ عزوجل کی رحمت اس کے نیک بندوں کے قریب ہوتی ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ بندے کا صاحبِ ایمان ہونا ہی جنّت میں داخلے کے لئے کافی ہے (اور عمل کی ضرورت نہیں) تو ہم کہیں گے کہ آپ کا کہنا درست ہے، مگر اسے جنت میں جانا کب نصیب ہوگا؟... وہاں تک پہنچنے کے لئے کافی دشوار گزار گھاٹیوں اور پُرخار وادیوں کا سامنا کرنا پڑے گا... سب سے پہلا مرحلہ تو اِیمان کی گھاٹی سے بحفاظت گزرنا ہے... کیا خبر بندہ اِیمان سلامت لے جانے میں کامیاب ہوتا بھی ہے یا نہیں؟ (اللہ عزوجل ہمارا اِیمان سلامت رکھے۔ اٰمین) اور اگر (کامیاب ہوکر) جنت میں داخل ہو بھی گیا تو پھر بھی مفلس جنّتی ہوگا، چنانچہ: حضرت سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں

کہ اللہ عزوجل قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا: اے میرے بندو! میری رحمت سے جنّت میں داخل ہو جاؤ اور اسے اپنے اَعمال کے مطابق تقسیم کر لو۔ (بیٹے کو نصیحت، صفحہ 14-15، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مزید فرماتے ہیں: "امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم اِرشاد فرماتے ہیں: "جو شخص یہ گمان رکھتا ہے کہ نیک اعمال اپنائے بغیر داخلِ جنّت ہو گا، تو وہ جھوٹی اُمید و آس کا شکار ہے۔ اور جس نے یہ خیال کیا کہ نیک اعمال کی بھرپور کوشش سے ہی جنّت میں داخل ہو گا، تو گویا وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مُستغنی و بے پرواہ سمجھ بیٹھا ہے۔"

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں: "اچھے اَعمال کے بغیر جنت کی طلب گناہ سے کم نہیں۔" اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہی ارشاد گرامی ہے کہ حقیقی بندگی کی علامت یہ ہے کہ بندہ عمل نہ چھوڑے بلکہ عمل کو اچھا سمجھنا چھوڑ دے۔

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ وَ عَمِلَ لِمَابَعْدَالْمَوْتِ وَالْاَحْمَقُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللہِ یعنی: عقل مند اور سمجھدار وہ ہے جو اپنے نفس کا مُحاسبہ کرے اور موت کے بعد والی زندگی کے لئے عمل کرے اور اَحمق و نادان وہ ہے جو نفسانی خواہشات کی پیروی کرے اور (نفسانی خواہشات و ممنوعات کو ترک کئے بغیر) اللہ عزوجل سے عفوو درگزر اور جنت کی اُمید رکھے۔" (بیٹے کو نصیحت، صفحہ 16-17، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

نیز اللہ پاک کو معلوم ہے کہ کون جنتی ہے کون معاذ اللہ جہنمی، پھر بھی اس نے نیک اعمال فرض کیے ہیں کہ جو جس کے لیے پیدا کیا گیا اس کے لیے وہ اعمال آسان کر دیے جاتے ہیں، یوں گویا بندہ اپنا امتحان کر سکتا ہے کہ جیسا عمل ویسا ٹھکانہ ہو گا، لہٰذا نیک عمل کروں تا کہ اللہ پاک کی رحمت کا حقدار بن کر جنت پا سکوں۔ اور جیسا سوال میں آپ نے کہا کہ پھر نیک اعمال کی کیا ضرورت ہے؟ اسی طرح کا خیال ظاہر کرنے پر حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا تھا کہ عمل کرو، عمل کرتے رہو ہر کسی کو وہی میسر ہو گا جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا، جو اہلِ سعادت میں سے ہو گا اس کو اہلِ سعادت کا عمل اور جو اہل شقاوت میں سے ہو گا اس کو اہلِ شقاوت کا عمل میسر ہو گا۔

فتاویٰ رضویہ میں سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قال تعالٰی (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَۃَ وَسَعٰی لَھَا سَعْیَھَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْیُھُمْ مَّشْكُوْرًا۔ (اور جو آخرت

چاہے اور اس کی سی کوشش کرے اور ہو ایمان والا، تو انہیں کی کوشش ٹھکانے لگی۔ت)۔اگرچہ ازل میں ٹھہر چکا کہ: فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَ فَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ (ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں۔ت)۔پھر بھی اعمال فرض کیے کہ جس کے مقدر میں جو لکھا ہے اسے وہی راہ آسان، اور اسی کے اسباب مہیا ہو جائیں۔

قال تعالٰی (اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ت) فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰی۔(تو بہت جلد ہم اُسے آسانی مہیا کردیں گے۔ت)

وقال تعالٰی (اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا۔ت) فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی (تو بہت جلد ہم اُسے دشواری مہیا کردیں گے۔ت)

اسی لیے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دوزخی، جنتی سب لکھے ہوئے ہیں، اور صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! پھر ہم عمل کاہے کو (یعنی کس لئے) کریں، ہاتھ پاؤں چھوڑ بیٹھیں کہ جو سعید ہیں آپ ہی سعید ہوں گے اور جو شقی ہیں ناچار شقاوت پائیں گے۔فرمایا: نہیں بلکہ عمل کیے جاؤ کہ ہر ایک جس گھر کے لیے بنا ہے اُسی کا راستہ اُسے سہل کر دیتے ہیں، سعید کو اعمالِ سعادت کا اور شقی کو افعالِ شقاوت کا۔پھر حضور نے یہی دو آیتیں تلاوت فرمائیں۔

اخرجه الائمة احمد والبخاری ومسلم وغیرہم عن امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہه قال: کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فی جنازة فاخذ شیئا فجعل ینکت به الارض فقال مامنکم من احد الّا وقد کتب مقعدہ من النار ومقعدہ من الجنة قالوا یارسول اللہ! أفلا نتکل علی کتابنا وندع العمل (زادفی روایة فمن کان من اھل السعادة فسیصیر الی عمل اھل السعادة ومن کان من اھل الشقاء فسیصیر الی عمل اھل الشقاوة) قال اعملوا فکل میسر لما خلق له امّا من کان من اھل السعادة فییسر لعمل اھل السعادة واما من کان من اھل الشقاء فییسر لعمل الشقاوة ثمّ قراء: فاما من اعطٰی واتّقٰی وصدّق بالحسنٰی الایة۔(امام احمد، بخاری اور مسلم وغیرہ نے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک جنازہ میں شریک تھے، آپ نے کوئی چیز پکڑی اور زمین کو کریدنے لگے اور فرمایا تم میں ایسا کوئی نہیں جس کا ایک ٹھکانہ دوزخ میں اور ایک ٹھکانہ جنت میں نہ لکھا جا چکا ہو۔صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ہم تحریر پر بھروسہ کر کے عمل کو چھوڑ نہ دیں۔(ایک روایت میں یہ زائد ہے کہ جو اہلِ سعادت میں سے ہے وہ عنقریب اہل سعادت کے عمل کی طرف اور جو اہل شقاوت میں سے ہے وہ عنقریب اہلِ شقاوت کے عمل کی طرف راغب ہو گا) آپ نے فرمایا: عمل کرتے رہو ہر کسی کو وہی میسر ہو گا جس کے لیے وہ پیدا کیا

گیا، جو اہلِ سعادت میں سے ہو گا اس کو اہلِ سعادت کا عمل اور جو اہل شقاوت میں سے ہو گا اس کو اہلِ شقاوت کا عمل میسر ہو گا۔ پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی تو وہ جس نے دیا اور پرہیز گاری کی اور سب سے اچھی چیز کو سچ مانا (ت)۔

یہاں سے ظاہر ہوا کہ اگر تدبیر مطلقاً مہمل (بے کار) ہو تو دین و شرائع (قوانین شرع) وانزالِ کتب (کتابیں اتارنا) وارسال رُسُل (رسولوں کو بھیجنا) واِتیانِ فرائض (فرائض کا کرنا) واجتناب محرمات (حرام کاموں سے بچنا) معاذ اللہ! سب لغو و فضول و عبث ٹھہریں۔ آدمی کی رسی کاٹ کر بجار (آزاد چھوٹا ہوا سانڈ) کر دیں۔ دین و دنیا سب یکبارگی برہم ہو جائیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلندی و عظمت والے خدا کی طرف سے، ت)

نہیں نہیں بلکہ تدبیر بے شک مستحسن ہے، اور اُس کی بہت صورتیں مندوب و مسنون ہیں، جیسے دُعا و دوا۔" (فتاوی رضویہ، جلد 29، ص 309 تا 311، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.daruliftaahlesunnat.net
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net